این میری شمل: غالب کی ایک ترجمان

ڈاکٹر محمد قاسم☆

Annmarie Schimmal: An interpoeter of Ghalib

Dr Muhammad Qasim

Abstract:
Annmarie Schimmal was an influential orientalist and most eminent scholar of Ghalibiat. A Dance of Sparks is very significant contribution in the field of Ghalibiat due to its theme, contents and study of fire's imagery in Mirza Ghalib's poetry. Schimmal, in this book has translated number of verses from Ghlib's urdu and persian poetry. In this article writer has evaluated the urdu rendernigs.As for as the quality of these translations is concerned,is not a good example. Schimmal is failed to transmit the faithful and true impact of Ghlib's poetry.

Key words:
Orientalist, Ghalibiat, Annmerie Shimmal, imagery, translation, poetry

کلیدی الفاظ:

ابن میری شمل، متشرق، غالبیات، تمثال، پیکر تراشی، ترجمہ، شاعری

این میری شمل (۲۰۰۳۔۱۹۲۲ء) کا شمار ممتاز مستشرقین اور غالب شناسوں میں ہوتا ہے۔ A Dance of Sparks شمل کی نمائندہ ترین تصنیف ہے جس میں غالب کی شاعری میں برتی گئی تمثالوں کے غائر مطالعہ کے تناظر میں غالب اور کلام غالب کو سمجھنے کی سعی گئی ہے۔ شمل نے غالب کی شاعری کو اس کے عہد کے تناظر میں پرکھنے کے بجائے مشرقی شعری روایت کے منظرنامے میں رکھ کر سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب چار مختلف مضامین Ghalibs Dancing Poem ، A Dance in Chains، Poetry and Calligraphy اور Dance of Sparks پر مشتمل ہے۔ یہ مضامین ۱۹۶۹ء میں غالب صدی تقریبات کے حوالے سے کراچی اور دلی میں دیئے گئے خطبات کو بنیاد بنا کر تحریر کیے گئے اور کتابی صورت میں غالب اکیڈمی نئی دلی سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئے۔ یہ کتاب اپنے موضوعات اور مندرجات کے حوالے سے غالبیات میں ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ شمل نے غالب کی شاعری میں پیکر تراشی کے ضمن میں مرزا غالب کے شخصی

☆ لیکچرار شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

تجربات اور شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ کہاں تک یہ تمثالیں غالب کی شخصیت کی آئینہ دار ہیں؟ شمل نے کلام غالب میں موجود تمثالوں اور اشارات کا دیگر فارسی کلاسیکی شعرا کے ساتھ تقابل کرنے کی وقیع کوشش کی ہے۔ یہ الگ بات کہ دیگر شعرا کے ساتھ اس تقابل کے باوجود یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ غالب کے ہاں برتی گئی تمثال کاری کس طرح اور کس قدر بہتر ہے؟ یا غالب کی یہ پیکر تراشی اپنی پیش کش کے اعتبار سے دیگر شعرا سے کس قدر پیچیدہ یا مختلف نوعیت کی حامل ہے۔ یعنی یہ ایک ایسا تقابل ہے، جس میں بلحاظ تمثال، کلام غالب کے تعین قدر کی صورت نظر نہیں آتی۔ سوال یہ ہے کہ کیا محض رقص، رقص شرر، دار و رسن اور خطاطی کی نقاشی یا پیکر تراشی سے کوئی شاعری معتبر یا شاعر عظیم ہو سکتا ہے؟ کیا غالب کی شاعری محض ان وسائل کے بروئے کار آنے سے عظیم ہوئی ہے یا اس میں کسی اور شے کا عمل بھی دخیل ہے؟ اس بابت شمل نے کوئی اشارہ تک نہیں کیا لیکن اس کے باوجود غالبیات کے ذیل میں یہ کوشش ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کتاب میں شمل نے غالب کی شاعری کو مختلف پہلوؤں سے پرکھنے کی سعی کی ہے اور اس کی نمایاں ترین مثال غالب کی شاعری میں آگ کی تمثال کاری کی توجیح و توضیح ہے۔ ان مضامین میں شمل نے غالب کے کلام سے مثالوں کے ذیل میں جو تراجم کیے، ان کا تجزیہ اور ان کے معیار کا جائزہ اس مقالے کا موضوع ہے۔ تراجم کے تجزیات سے قبل اس کتاب کے کچھ ایسے بیانات قابل توجہ ہیں، جو حقائق سے علاقہ نہیں رکھتے۔

> "During his early teens, the boy Asadullah indulged in an intense study of Persian under the guidance of certain Abdus Samad who hailed from Iran and therefore introduced him into genuine Persian way of expression".(1)

شمل نے کتاب کے ابتدائیہ میں غالب کے لڑکپن میں اہل زبان سے فارسی میں دستگاہ حاصل کرنے کا جو مذکور کیا ہے، فی الاصل وہ محض افسانہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ غالب کو قاطع برہان کے قضیے میں علمی سند اور فارسی دانی کے ثبوت کے لیے ایرانی النسل فرضی شخص عبدالصمد کا سہارا لینا پڑا۔ اس فرضی استاد کے حوالے سے قاضی عبدالودود کا موقف ہے:

> ”غالب کو ایک سہارے کی ضرورت تھی اور اس کے احساس نے انھیں عبدالصمد کی تخلیق پر مجبور کیا۔ علمی تحقیقات شاعری نہیں کہ غالب یہ دعویٰ کر سکیں:

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں
غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

تحقیقات میں غالب کے لیے عبدالصمد وہی ہے جو "غیب" شاعری میں ہے۔غالب کے سواد نیا کا کوئی شخص عبدالصمد سے ذاتی واقفیت کا مدعی نہیں۔نہ اس کی کوئی تحریر موجودہے اور نہ کسی نے اس کی کتاب کا ذکر کیا ہے"۔(۲)

اسی طرح قتیل کے حوالے سے بیان بھی مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔

"In the lively atmosphere of Calcutta he got involved in a literary controversy with some of the Persian writing poets of Calcutta, Followers of the bengali poet Qatil." (۳)

اسی طرح کلکتہ کے معرکے میں شمل نے مرزا محمد حسن قتیل کو بنگالی شاعر کے طور پر پہچان عطا کر دی ہے جب کہ قتیل کا تعلق فرید آباد سے تھا اس ضمن میں حالی نے یادگار غالب میں لکھا ہے:

"انھوں (غالب) نے قتیل کا نام سن کر ناک بھوں چڑھائی اور کہا کہ میں دیوانی سنگھ فرید آباد کے کھتری کے قول کو نہیں مانتا اور اہل زبان کے سوا کسی کے قول کو قابل اعتنا نہیں سمجھتا"۔(۴)

قتیل کا تعلق فرید آباد سے تھا نا کہ بنگال سے۔غالب کے زمانے میں فرید آباد، دلی کے مضافات میں شمار ہوتا تھا اور آج کل یہ ریاست ہریانہ کا ایک ضلع ہے۔قتیل کی بنگال سے نسبت صریحاً غلط ہے۔حقائق سے متصادم ان بیانات کی نشان دہی کے بعد کچھ ذکر کلام غالب کی ترجمانی کا ہو جائے۔ A Dance of Sparks میں شمل نے غالب کے کلام سے مثالوں کے ذیل میں جو تراجم کیے، ان کا تجزیہ اور ان کے معیار کا جائزہ پیش نگاہ ہے۔شمل کے یہ تراجم لفظی ترجمے ہی کی صورت ہیں۔مترجم نے غالب کے ایک شعر کا ترجمہ کہیں دو، تین اور کہیں چار سطروں میں کیا ہے یعنی غزل کے شعری سانچے کو ملحوظ نہیں رکھا۔اسی طرح بعض اوقات محض ایک مصرع کا ترجمہ کر دیا ہے اور بعض مقامات پر ترجمہ کرنے کی بجائے شعر کے مفہوم کا خلاصہ رواروی میں درج کر دیا ہے۔ایسا بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ بہت سے اشعار کو ترجمہ کرنا گوارا ہی نہیں کیا گیا، محض ان کا اشارہ کر دیا گیا ہے۔اس تمام تر صورت حال کے تناظر میں ایک مغربی قاری جو اردو اور فارسی سے ناآشنا ہے، کے لیے غالب کی شاعری کو سمجھنا اور اس سے استفادہ کرنا دشوار ہو گیا ہے۔اس صورت حال کے باوجود بعض مقامات پر یہ لفظی تراجم عمدہ ہیں اور متن کی نمائندگی میں کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔

فروغ حسن سے ہوتی ہے حل مشکل عاشق
نہ نکلے شمع کے پا سے نکالے گر نہ خار آتش(۵)

By the splendour of beauty the difficulty of the lovers becomes solved,
The thorn of the candle's foot will not disappear,
Unless the flame disentrenches it. (۶)

دل میں ذوق وصل و یاد یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا(۷)

In the heart, the delight of union and the memory of the friend are not longer left,
Fire fell in to this house so that whatever was has been burnt to cinders. (۸)

دونوں اشعار کا ترجمہ واضح اور مفہوم کی نمائندگی میں معاون ہے۔ غالب کی پیش کردہ ان تصاویر میں مترجم نے کس قسم کی ردوبدل یا اضافے کی کوشش کے بغیر ہی، مفہوم کی عکاسی کی ہے۔ آگ کا جل جل کر شمع کے پاؤں سے کانٹا نکالنا اور حسن کی جلوہ آرائی کے باعث عاشق کی تمام مشکلات کا مداوا ہونا، ترجمے میں بالکل واضح ہے۔ 'فروغ حسن' کے لیے Splendour of beauty کے الفاظ مناسب اور موزوں ہیں۔ اگرچہ disentrenches کچھ زیادہ موزوں نہیں ہے لیکن مفہوم تک رسائی ہو پا رہی ہے۔ دوسرے شعر کا ترجمہ بھی موزوں ہے۔ بالخصوص وصل کے لیے union اور آگ لگنے کی شدت کو خوبصورت سے واضح کیا ہے اور اس کے لیے fell کا استعمال موزوں ہے یعنی آگ کی لپیٹ پوری طرح واضح کر دی ہے۔

قضا نے تھا مجھے چاہا خراب بادہ الفت
فقط خراب لکھا بس نہ چل سکا قلم آگے(۹)

Destiny wanted that I should be ruined by the Friendship of wine (ruined = completely drunk); but the pen wrote only 'ruined' and did not go further(۱۰)

لکھتا ہوں اسد سوزش دل سے سخن گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت(۱۰)

I am writing hot words from the burning of my heart,
So that no body Put his finger on my letters! (۱۲)

پہلے شعر کا ترجمہ عمدہ ہے۔ بالخصوص قوسین کا استعمال اور خراب کی تفسیر، جبکہ go further کے بعد وقفہ کامل یعنی خاتمہ کا برتنا بھی معنی خیز ہے۔ اگرچہ الفت کے لیے friendship کا لفظ مناسب نہیں ہے لیکن پھر بھی مفہوم تک رسائی ہو پا رہی ہے۔ اسی طرح دوسرے شعر کا ترجمہ عمدگی مفہوم کی عکاسی کرتا ہے۔ بالخصوص سوزش دل کے لیے Burning

of my heart سے ایک تصویر سی کھینچ جاتی ہے۔ Burning سے جلنے کے عمل کا تاثر فوری طور پر ذہن میں منتقل ہو پاتا ہے جو ترجمے کی کامیابی ہے__ ان مثالوں سے قطع نظر شمل نے بعض مقامات پر ترجمے کو پایہ اعتبار سے ساقط کر دیا ہے۔ کہیں ترجمے میں برتے گئے الفاظ متن کے مفہوم سے متناقص ہیں اور کہیں شعر کو سمجھنے میں مترجم کو دشواری پیش آئی ہے اور اس کی جھلک ترجمے میں بھی جلوہ نما ہے۔

عشرت قتل گہہ اہل تمنا مت پوچھ
عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا(۱۳)

Don't ask how happy the yearing ones are when they see the place of execution!
It is the Id of expectation (that) the Sword should become naked. (۱۴)

اس شعر میں قتل گاہ میں عشاق کی خوشی کا مضمون نظم کیا گیا ہے۔ یعنی قتل گاہ میں، جب تلوار میان سے نکلتی نظر آتی ہے تو اس کا نظارہ عید کے چاند جیسا ہوتا ہے۔ غالب نے تلوار کی چمک اور عاشق کی خوشی دونوں کے لیے عید نظارہ نظم کیا ہے۔ مترجم نے عشرت قتل کے لیے محض happy سے کام لینے کی کوشش کی ہے جو غلط ہے اور مفہوم و تاثر کی شدت کے منافی ہے۔ جب کہ عید نظارہ کو ہلال عید سے نسبت ہے۔ مترجم نے اس کو Id of expectation، یعنی توقعات کی عید بنا دیا ہے۔ جو سراسر غلط ہے اور مفہوم متن سے ماورا ہے۔ اگر عید نظارہ کے لیے ہلال عید برت لیا جاتا تو نہایت مناسب ہوتا۔ شمل کچھ مقامات پر غالب کے متن کو سمجھنے میں کامل طور پر قاصر رہی ہیں اور اس باعث ترجمہ شدہ متن لغو ہو کے رہ گیا ہے۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کی(۱۵)

The First Principle (Hayula) of the lighting which destroys the harvest is the hot blood of the husbandman. (۱۶)

غالب کا یہ شعر جامع اضداد حقیقت کا غماز ہے۔ یہاں غالب نے آبادی میں بربادی اور تعمیر میں تخریب کے عناصر کی کارفرمائی دکھائی ہے۔ مترجم نے پہلے مصرع کو ترجمہ ہی نہیں کیا جب کہ دوسرے مصرع میں 'ہیولیٰ' جو ہر مادی اشیا و اجسام کی اصل ہے، کو کیا گمان کیا ہے؟ اور اسے 'first principle' ترجمہ کر دیا ہے۔ لفظ ہیولیٰ کے جتنے معانی اور جتنے قرینے ممکن ہو سکتے ہیں، تمام کو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے۔ ہیولیٰ کو برق کے پہلے اصول سے کیا علاقہ ہے، معلوم نہیں۔ لیکن مترجم نے اس لغو ترجمہ کی بنا پر پورا شعر مفہوم سے ساقط کر دکھایا ہے۔

مگر لکھوائے کوئی اس کو خط تو ہم سے لکھوائے
ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے (۱۷)

our poet leaves his home early in the morning to ask a scribe to write a letter to the sweet heart.(۱۸)

غالب کے اس سادہ اور ظریفانہ شعر کو بھی شمل سمجھنے سے قاصر رہی ہیں۔اس شعر میں خط لکھوانے کی خواہش کا اظہار جس انداز میں نظم ہوا ہے وہ ترجمے میں دکھائی نہیں دیتا۔مترجم نے گماں کر لیا ہے کہ شعر کو کسی کاتب یا محرر کی حاجت ہے۔شاعر کو کسی کاتب کی ضرورت نہیں۔وہ تو خود عشق کا مارا، یہ کام کرنا چاہتا ہے۔اس ترجمے میں مفہوم کے ساتھ ساتھ امیجری بھی بدل گئی ہے۔ترجمہ شدہ متن میں نہ کان ہے اور نہ ہی قلم جب کہ کاتب کا اضافہ دیدنی ہے۔

رونق ہستی ہے عشق خانہ ویراں ساز سے
انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہی (۱۹)

The brightness of life comes from the house destroying love. The Assembly is without a candle as long as the lightning is not in harvest. (۲۰)

غم ہوتا نہیں آزادوں کو بیش از یک نفس
برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم (۲۱)

The spiritullay Free have lit the candle of the house mourning from the lightning which destroy all. (۲۲)

غالب کا یہ شعر عشق کی جامع اضداد حقیقت کا ترجمان ہے۔جو چیز تباہی و بربادی کا باعث ہے وہی رونق کی وجہ بھی ہے۔برق شمع افروزی کا سامان بھی ہے اور خرمن کو جلانے کا سبب بھی۔مصرع ثانی میں لفظ گر بہ طور شرط مستعمل ہوا ہے اس لیے ترجمے میں if کا محل ومقام تھا جب کہ مترجم نے As long as کے الفاظ روا رکھے گئے ہیں۔علاوہ ازیں دوسرے شعر کے ترجمے میں پہلے مصرعے کو قریب قریب نظر انداز کر دیا گیا ہے اور محض "آزادوں" کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور "غم" کو اور "بیش از یک نفس" کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا۔غم اور اس کے دورانیے کو نظر انداز کر کے صرف شمع روشن کرنے کا ذکر روا رکھا گیا ہے۔"برق جو سب کچھ جلا دیتی ہے" کہ الفاظ ترجمے میں اضافی ہیں۔ آزادوں سے مراد آزاد منش ہیں لہٰذا "آزادوں" کے لیے Spiritually free نامناسب ترجمہ ہے۔اس شعر میں "یک نفس اور برق" کے درمیان جو رعایت غالب نے قائم کی ہے۔وہ ترجمے کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد ہے۔

وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا
رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا(۲۳)

He has from my wrinkled forehead understood my hidden grief.
He has understood the secret of letter from the disconnected adress (۲۴)

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں(۲۴)

O God,why does time obliterate me,
I am not a letter which could be repeated on the table of the world!(۲۶)

محولہ شعر میں غالب نے "چینِ جبیں "اور"بے ربطیِ عنواں" کے درمیان جو رعایت و تناسب قائم کیا ہے۔ وہ ترجمے کی گرفت سے آزاد دکھائی دیتا ہے۔ عنوان کی بے ربطی کو disconected Adressسے تعبیر کرنا درست ہے۔ یہاں بے ربطی کے ذیل میںIncoherence بر محل ہے یاBadly Scrawled adressہو سکتا تھا۔ اس شعر کے مصرعِ ثانی کا مفہوم ترجمے میں برتے گئے معنی سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہاں حرفِ مکرر کے مفہوم کو غلط سمجھا گیا ہے۔ شمل کے ترجمے سے جو معانی بر آمد ہو رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ میں وہ حرف نہیں ہوں جسے لوحِ جہاں پر بار دیگر لکھا جا سکے۔ جب کہ یہاں محل غلطی سے دوبارہ لکھے جانے کا ہے۔ ترجمے میںWhich could be کے بجائےWhich is کے الفاظ برتے جاتے تو مفہوم غلط نہ ہوتا۔ علاوہ ازیں کے لیےTable کا لفظ بھی نامناسب ہے۔

مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں
بہ روئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ(۲۷)

Ghalib's imagery sometimes surpasses the limits of what the general reader would consider good taste: as for example when he seeks the roast of salamander's heart for the table of his heart.(۲۸)

محولہ شعر میں غالب نے "صہبائے آتشِ پنہاں" کے مقابل "کبابِ دلِ سمندر" کا تذکرہ کیا ہے اور ان دونوں کے مابین دوہری رعایت قائم کی ہے۔ پہلی رعایت تو آگ کی مناسبت سے ہے کہ سمندر آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آتشی وجود رکھتا ہے اور شراب بھی اپنی تاثیر میں آتش ہے۔ جب کہ دوسری رعایت جو فی الاصل محلِ نظر ہے، وہ عدم وجود کی ہے، جس کو غالب نے اس شعر میں

بیان کیا ہے کہ جس طرح صہبا کی آتش نظر نہیں آتی، اپنا وجود نہیں رکھتی، بعینہ "سمندر" بھی حقیقتاً کوئی وجود نہیں رکھتا۔ اسی لیے "بہ روئے سفرہ کباب دل سمندر" کا ذکر آیا ہے۔ غالب کا یہ شعر شدید طنز اور لاحاصل کی جستجو کا خوب صورت مرقع ہے۔ اس کا حد درجہ لفظی ترجمہ مفہوم ومعانی کی نمائندگی میں ناکام ہے اور یہ ناکامی اس لیے بھی ہے کہ شعر کے پہلے مصرعے کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں قدح، صہبائے آتش اور سمندر کے درمیان تمام معنوی رعایات فراموش کردی گئی ہیں۔ شمل نے جس For table of his heart کا ذکر کیا ہے۔ یہاں اس کا محل میں نہیں ہے۔ کہاں "بہ روئے سفر" اور کہاں Table of his hear

نہ پوچھ بے خودی عیش مقدم سیلاب
کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار(۲۹)

Don't ask how one is bereft of one's senses in the pleasure of the torrent's arrival __:
Door and wall are dancing from top to bottom. (۳۰)

کلام غالب میں سیلاب کا تذکرہ بارہا نظم ہوا ہے۔ یہاں در و دیوار جیسی جامد اشیا میں بھی تحریک و تموج کار فرما دکھائی دیتا ہے اور وہ سیلاب کا خیر مقدم کرتے ہوئے رقصاں دکھائی دیتے ہیں۔ چاہے اس کا انجام، انہدام پر ہی کیوں نہ منتج ہو۔ اس شعر میں "بے خودی عیش" کے الفاظ نظم ہوئے ہیں۔ سیلاب کی آمد آمد ہے اور خوشی میں در و دیوار پر ایک احساس خود رفتگی چھا گیا ہے۔ وہ اپنے آپ میں نہیں رہے اور اسی باعث انھوں نے ناچنا شروع کر دیا ہے۔ مترجم نے بے خودی کو خود رفتگی کے احساس کے بجائے bereft of one's senses ترجمہ کر دیا ہے۔ جس کا مفہوم کسی کے حواس کا رخصت ہو جانا ہے۔ حواس کا رخصت ہو جانا اور خود رفتگی چھا جانا، دو الگ الگ مفاہیم ہیں۔ مترجم بے خودی کے ساتھ عیش کے لفظ پر غور کیا ہوتا تو شاید کچھ بہتری کی توقع کی جا سکتی تھی۔ موجودہ صورت میں یہ ترجمہ نہ صرف ناقص ہے بلکہ مفہوم متن میں بھی خلل انداز ہے۔

آنکھ کی تصویر سرنامے پر کھینچی ہے کہ تا
تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرت دیدار ہے

Ghalib writes the picture of eye-i.e,the letter sad or ain- on the letterhead so that longing to behold the face of the beloved may be fullfilled when she opens the letter.(۳۲)

غالب کے اس شعر میں جو بات نظم ہوئی ہے۔ شمل نے اس کو مکمل طور پر غلط سمجھا ہے۔ اس شعر کا ترجمہ اغلاط کا دفتر معلوم ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ متن غالب سے ایسا کوئی قرینہ میسر نہیں

آتا جس سے معلوم ہو کہ خط کی پیشانی پر ”ص“ یا” ع“ کے حروف سے آنکھ کی تصویر نمایاں کی گئی اوردوسری غلطی یہ ہے کہ شعر غالب میں عاشق کے حسرت دیدار کی جس شدت کا بیان ہے اس کے لیے آنکھ کی تصویر پر خط کی پیشانی پر کھینچی گئی ہے یعنی محبوب خط کو دیکھتے ہی مفہوم و مدعا جان لے اور اس کو خط کھولنے کی زحمت ہی نہ کرنی پڑے۔ دوسرے مصرع میں کھل جاوے سے مراد واضح ہونے کے ہیں کہ محبوب پر عاشق کی کیفیت کی شدت واضح ہو۔ سرنامے پر پتا لکھنے کے بجائے آنکھ کی تصویر اسی لیے کھینچی گئی ہے۔ جب کہ شمل نے اس کے بجائے جو مفہوم اختراع کیا ہے۔ وہ محبوب کے خط کھولتے ہی عاشق کو دیدار ملنے کا ہے جو اس لیے غلط ہے کہ ایسا کوئی قرینہ غالب کے متن میں موجود نہیں۔ سرنامے پر تصویر کھینچی ہی اس لیے ہے کہ دیکھنے والے کو اشارہ مل جائے۔ اگر خط کھولنا مقصود ہوتا تو یہ زحمت خط کی پیشانی سے منسوب نہ کی جاتی۔ قریب قریب یہی مضمون ابراہیم ذوق کی معروف غزل ”ہے کان سے اس کے زلف معنبر لگی ہوئی“ کے درج ذیل شعر میں بھی نظم ہوا ہے۔

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
آنکھ اپنی لگی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی

A Dance of Sparks کے ان تراجم کے تجزیات کی روشنی میں یہ بات نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ غالب کا کلام اپنی تمام تر فکری گہرائی، پیچیدگی خیال اور وسعت کمال کے باوصف ایک ایسا ہفت خواں ہے، جسے طے کرنے کے لیے محض ذوق سلیم اور زبان پر عبور ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ کلاسیکی اردو غزل کی شعریات سے دل چسپی اور غزل کی ”تہذیب“ سے وابستگی از حد لازم ہے۔ شمل نے بقدرِ ظرف اور بقدر ذوق، بساط بھر کوشش تو کی ہے لیکن ان کوششوں کو کامیابی کم کم ہی نصیب ہو سکی ہے۔ غالب کی شاعری میں الفاظ کا برتاؤ محض لغوی اور لفظی سطح پر نہیں ہوا، بلکہ الفاظ کی استعاراتی اور علامتی سطح کے ساتھ ساتھ تلازمات کا ایک پیہم سلسلہ کارفرما دکھائی دیتا ہے۔ متن غالب میں ہر لفظ دوسرے لفظ کے ساتھ ارتباط پیدا کر کے معنی کا ایک سلسلہ قائم کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ترجمے میں لفظ اپنے تلازموں سے کٹ جاتا ہے اور اس باعث اپنے لغوی مفہوم سے بھی دور جا پڑتا ہے۔ ان تلازمات کا ترجمے کی گرفت میں نہ آسکنا کلام غالب کے مفہوم و معنی کے سقوط کی صورت میں نظر آتا ہے۔

A Dance of Sparks کے مطالعہ سے یہ نکتہ مزید روشن ہو کر سامنے آتا ہے کہ شمل کے تراجم میں الفاظ برتنے کے فنکارانہ شعور اور احساس کی جھلک بہت ہی کم نما ہے اور اس کی بنیادی وجہ کلاسیکی غزل کے لوازم اور شعر میں الفاظ کے معنوی ارتکاز و ارتباط کا عدم فہم ہے۔

حوالہ جات

1. Schimmal, Annemarie: A Dance of Sparks(Delhi: Ghalib Insitute, 1979).4

۲۔ قاضی عبدالودود: ہرمزدثم عبدالصمد، مشمولہ احوال غالب، مرتب ڈاکٹر مختارالدین احمد(علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۵۳ء)۳۵۳

3. Schimmal: A Dance of Sparks.4/5

۴۔حالی، الطاف حسین: یادگار غالب(دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۶ء)۲۱

۵۔ غالب ،اسداللہ خاں: دیوان غالب نسخہ عرشی ،مرتب امتیاز علی خان عرشی(لاہور: مجلس ترقی ادب ، ۱۹۹۲ء)۲۱۰

6. Schimmal: A Dance of Sparks.80

۷۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۷۵

8. Schimmal: A Dance of Sparks.86

۹۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۲۹۷

10. Schimmal: A Dance of Sparks.114

۱۱۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۹۵

12. Schimmal: A Dance of Sparks.119

۱۳۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۷۳

14. Schimmal: A Dance of Sparks.15

۱۵۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۸۲

16. Schimmal: A Dance of Sparks.74

۱۷۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۳۳۴

18. Schimmal: A Dance of Sparks.122

۱۹۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۲۲۷

20. Schimmal: A Dance of Sparks.74

۲۱۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۲۱۵

22. Schimmal: A Dance of Sparks.74

۲۳۔غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۶۷

24. Schimmal: A Dance of Sparks.125

۲۵۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۲۱۳

26. Schimmal: A Dance of Sparks.127

۲۷۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۹۸

28. Schimmal: A Dance of Sparks.71

۲۹۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۲۰۱

30. Schimmal: A Dance of Sparks.33

۳۱۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۲۷۱

32. Schimmal: A Dance of Sparks.122.

۳۳۔ ذوق، شیخ محمد ابراہیم: کلیات ذوق مرتب ڈاکٹر تنویر احمد علوی (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۹ء)۲۲۱